مولانا حکیم محمود احمد ظفر قسط:۲

# خاندانِ عثمانی کی بنو ہاشم سے رشتہ داریاں

مرأۃ العقول اہلِ تشیع کی ایک نہایت معتبر کتاب ہے۔اس میں بھی یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ چنانچہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے لکھا گیا ہے:

**اوّل من ولد لرسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم بمکۃ قبل النبوۃ القاسم و یکنّٰی بہ ثم زینب ثم رقیۃ ثم فاطمۃ ثم اُمّ کلثوم ثم ولد لہ فی الاسلام عبداللّٰہ فسمّی الطیّب و الطاھر و امّھم جمیعاً خدیجۃ بنت خویلد.**

اعلانِ نبوّت سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سب سے پہلے قاسم پیدا ہوئے جن کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ پھر سیدہ زینب پیدا ہوئیں، پھر رقیہ، پھر فاطمہ اور پھر امّ کلثوم رضی اللہ عنہن پیدا ہوئیں۔اعلانِ نبوّت کے بعد عبداللہ جن کا طیب نام ہے اور طاہر پیدا ہوئے۔ان سب کی والدہ سیدہ خدیجہ بنت خویلد ہیں۔
(مرأۃ العقول،جلد:ا،ص:۳۵۲)

قرطبی کے حوالہ سے اس بات پر اجماع بھی نقل کیا گیا ہے۔

**قال القرطبی اجتمع اھل النقل علیٰ انّھا ولدت لہ اربع بنات کلھن ادرکن الاسلام و ھاجرن زینب و رقیۃ او اُمّ کلثوم و فاطمۃ.**

قرطبی نے کہا کہ اہلِ نقل کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔سب کی سب مسلمان تھیں اور سب نے ہجرت کی، وہ تھیں سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ اُمّ کلثوم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن۔(مرأۃ العقول،جلد:ا،ص:۳۵۲)

مسعودی جو مسلکاً شیعہ ہے اور تاریخ پر اس کی کئی کتابیں ہیں۔اس بارے میں لکھتا ہے:

**و کان لہ من الولد عبداللّٰہ الاکبر و عبداللّٰہ الاصغر امّھا رقیۃ بنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم.**

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے تھے۔ایک عبداللہ الاکبر اور دوسرے عبداللہ الاصغر، ان دونوں کی والدہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں۔(مروج الذہب،جلد:۲،ص:۳۳۱)

ابن شہر آشوب نے اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں۔چنانچہ لکھتا ہے:

**و اولادہ لہ من خدیجۃ القاسم و عبداللّٰہ و ھما الطاھر و الطیّب و اربع بنات زینب و رقیۃ**

و اُمّ کلثوم وھی اٰمنۃ و فاطمۃ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے دو لڑکے قاسم اور عبداللہ تھے۔ جن کو طیب اور طاہر بھی کہتے ہیں۔ اور آپ کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ سیدہ اُمّ کلثوم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن۔
(مناقب آلِ ابی طالب، جلد:۱،ص:۱۶۱، ایران)

تحفۃ العوام شیعہ حضرات کی ایک دعاؤں کی کتاب ہے۔ اس میں ایک دُعا یوں مرقوم ہے:

**اللّٰھمّ صلّ علی القاسم و الطاھر ابنی نبیّک. اللّٰھمّ صلّ علی رقیۃ بنت نبیّک والعن من اٰذی نبیّک فھا. اللّٰھمّ صلّ علی اُمّ کلثوم بنت نبیّک والعن من اٰذی نبیّک فھا.**

اے اللہ! قاسم اور طاہر رضی اللہ عنہما پر رحمت بھیج جو تیرے نبی کے صاحبزادے ہیں۔ اے اللہ! رحمت بھیج اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا پر اور لعنت بھیج اس شخص پر جس نے اس کے بارہ تیرے نبی کو اذیت دے۔ اے اللہ! رحمت بھیج اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی اُمّ کلثوم پر اور لعنت فرما اس شخص پر جو تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارہ میں اذیت دے۔ (تحفۃ العوام، حصہ اوّل، ص:۱۱۳، نول کشور)

## دُعا کے نتائج:

اس دعا سے مندرجہ ذیل باتیں مستنبط ہوتی ہیں۔

۱۔ سیدہ رقیہ اور سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔

۲۔ یہ دونوں چونکہ یکے بعد دیگرے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حبالۂ عقد میں آئی تھیں۔ لہٰذا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے بلکہ ایک لحاظ سے اُن سے افضل تھے کیونکہ ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حبالۂ عقدہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیاں سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں۔ اسی وجہ سے ان کی کنیت ''ذوالنورین'' (دو نوروں والا) تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں کا یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آنا، ایک بہت بڑی وجۂ فضیلت ہے۔ جس کا اظہار سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی ایک موقع پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا تھا کہ:

**وَابن ابی قحافۃ و لا ابن الخطاب اولیٰ بعمل الحق منک و انت اقرب الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و شیجۃ رحم منھما و نلت من صھرہ ما لم بنالا.**

اور ابن ابی قحافہ یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابن خطاب یعنی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حق پر عمل کرنے میں آپ سے زیادہ حق دار نہیں تھے۔ اور اے عثمان رضی اللہ عنہ! آپ نسبی قرابت میں ان دونوں حضرات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب تھے۔ اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا جو شرف حاصل ہے وہ ان دونوں حضرات کو حاصل نہ تھا۔ (نہج البلاغۃ، جلد:۱،ص:۳۰۳، البدایۃ والنھایۃ، جلد:۷،ص:۱۶۸)

۳۔　　تیسری بات یہ ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو جو شخص ان دو صاحبزادیوں کے بارہ اذیت دے گا، وہ اس دعا کی لعنت کا مورد ہوگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بارہ اس سے اور بڑی تکلیف دینا کیا ہے کہ یہ کہہ دیا جائے کہ وہ رسول کی بیٹیاں ہی نہ تھیں۔ اگر کوئی آپ کی اولاد کو کہہ دے کہ وہ آپ کی اولاد نہیں تو آپ کو کس قدر تکلیف ہوگی؟ چہ جائیکہ سید الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی دو پیاری اور آنکھوں کی ٹھنڈک صاحبزادیوں کے بارے ایک شخص اپنے ناپاک اور گندے منہ سے یہ کہہ دے کہ وہ معاذ اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں۔ کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس جملہ سے کبیدہ خاطر اور رنجیدہ دل نہ ہوں گے؟ **اعاذنا اللّٰہ من ھٰذہ الخرافات.**

متذکرہ بالا دلائل و براہین سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سے زائد بلکہ چار صاحبزادیاں تھیں جن کے نام سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ اُمّ کلثوم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن تھے۔

دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں سیدہ رقیہ اور سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہ یکے بعد دیگرے آئیں۔ چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری نے اس بات کا جواب دیتے ہوئے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دی۔ یہ لکھا:

''اگر نبی دختر بہ عثمان داد، ولی دختر بہ عمر فرستاد۔''

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی عثمان رضی اللہ عنہ کو دی (تو اس میں کون سی تعجب کی بات ہے؟ جو) ولی (علی) نے اپنی بیٹی عمر رضی اللہ عنہ کو دے دی؟ (مجالس المؤمنین، جلد:۱، ص:۲۰۴، تہران)

کیا منہ دکھائیں گے وہ لوگ قیامت کے روز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب وہ ان لوگوں سے قیامت کو کہے گا کہ تم نے کیوں میری بیٹیوں بارہ میں مجھے اذیت اور تکلیف دی۔ اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی یہ بات یاد نہ تھی۔

**اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا.** (الاحزاب)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ اور اللہ نے اُن کے لیے اہانت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ایک تو اذیتِ رسول یہ تھی جس کا ذکر گزشتہ سطور میں کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سگی بیٹیوں کے بارہ میں یہ کہہ دیا کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں نہیں تھیں۔ اور اس سلسلہ میں دوسری اذیت یہ دی جاتی ہے کہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ درست ہے کہ سیدہ رقیہ اور سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہما واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں تھیں، لیکن ساتھ ہی یہ کہہ دیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیٹیاں ایک منافق اور فاسق (معاذ اللہ) کو بیاہ دی تھیں۔ جیسا کہ نعمت اللہ الجزائری کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے۔ (ملاحظہ ہو: انوار النعمانیہ، جلد:۱، ص:۸۰)

میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور اُمّت کے ذوالنورین کے بارہ اس قسم کے الفاظ سے نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچی ہوگی بلکہ عرشِ الٰہی بھی کانپ گیا ہوگا۔ جب ہم اپنا داماد کسی منافق یا فاسق کو نہیں بناتے تو طاہر و مطہر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹیوں کو نفاق و فسق کی گندگی میں کیسے دھکیل سکتا ہے۔ پھر خود ہی تو شیعہ حضرات کی کتابوں میں ہے کہ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی پاک دامن بیٹی کا کسی فاسق کے ساتھ نکاح کرے، اس پر ہر روز ایک ہزار لعنت نازل ہوتی ہے اور اس کا کوئی عمل آسمان کی طرف نہیں چڑھتا۔ اور نہ ہی اس کی کوئی دعا قبول ہوتی ہے اور نہ ہی اس سے کوئی فدیہ یا معاوضہ قبول کیا جاتا ہے۔ (ارشاد القلوب، جلد:۱، ص:۱۷۴، بیروت)

غور فرمایئے کہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کو اس بات سے منع کر رہا ہے کہ وہ کسی فاسق کو اپنی پاک دامن بیٹی نکاح میں نہ دیں، وہ خود اس گھناؤنے جرم کا کیسے ارتکاب کر سکتا ہے؟ پیغمبر تو اپنی شریعت پر دوسروں سے بہت زیادہ عمل کرتا ہے بلکہ وہ اگر دوسروں سے اپنی شریعت پر ایک پاؤ بھر عمل کرنے کا مطالبہ کرتا ہے تو خود اس پر ایک سیر بھر عمل کر کے دکھاتا ہے۔ کیونکہ اس کی زندگی کی کتاب کا ''باب عمل'' ہی دوسروں کو متاثر کرتا اور اپنی طرف کھینچتا ہے۔ لیکن اگر اس کا دامنِ عمل ہی شریعت سے خالی ہو تو وہ دوسروں کی اس کی دعوت کس طرح دے سکتا ہے؟

پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک تعلیمات سے نکاح کے بارہ میں ایک قاعدہ بنایا جس پر پوری زندگی انہوں نے خود بھی عمل کیا۔ اور اپنی اُمّت سے بھی اس پر عمل کروایا۔ وہ قاعدہ یہ ہے کہ:

**من ترضون دینہ و خلقہ فزوجوہ.**

جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہو اس سے اپنی بچی کی شادی کرلو۔

بھلا جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کی یہ تعلیم دیتا ہے کہ اپنی لڑکیوں کا نکاح اُن لوگوں سے کرو جن کے اخلاق اور جن کا دین اچھا ہو وہ خود اس تعلیم کے خلاف کیسے عمل کر سکتا ہے۔ اور اپنی بچیوں کو کیسے فساق و منافقین کے حبالۂ عقد میں دے سکتا ہے؟ **کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم.**

خلاصہ اس ساری گفتگو کا یہ ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دامادی کا رشتہ صحیح اور پکا ہے۔ اور اس میں مین میخ نکالنے والا، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے والا ہے۔ جس کا انجام حق تعالیٰ کی لعنت اور عذاب مہین ہے۔

**رشتۂ سوم:**

خانوادۂ عثمانی کا علوی خاندان سے تیسرا رشتہ یہ ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا پوتا عبداللہ بن عمرو بن عثمان، سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا داماد تھا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ بنت سیدنا حسین رضی

اللہ عنہ اُن کے حبالۂ عقد میں تھیں۔ گویا دادا، دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور پوتا دامادِ حسین رضی اللہ عنہ۔ چنانچہ شیعہ مذہب کی مشہور فقہی کتاب شرائع الاسلام کی شرح میں مرقوم ہے:

**تزوج عبداللّٰہ بن عمرو بن عثمانؓ فاطمة بنت الحسینؓ.....و کلّھم من غیر بنی ھاشم.**

عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کی شادی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ سے ہوئی...... اور یہ سارے رشتے بنوہاشم کے غیر بنوہاشم میں ہوئے۔ (مسالک الافہام شرح شرائع الاحکام، جلد:۱)

علامہ ابوالفرج اصفہانی شیعی نے اس رشتہ کے بارہ میں لکھا ہے:

**و امّہ فاطمة بنت الحسینؓ کان عبد اللّٰہ بن عمرو تزوّجھا بعد وفات الحسنؓ بن الحسنؓ بن علیؓ ابن ابی طالب.**

(محمد) کی والدہ سیدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ تھیں، جس سے عبداللہ بن عمرو نے حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کی وفات کی بعد شادی کی تھی۔ (مقاتل الطالبین، ص:۲۰۲، تذکرہ محمد بن عبداللہ بن عمرو، بیروت)

علامہ ابن سعد نے بھی طبقات میں اس رشتہ کا ذکر کیا ہے کہ:

**تزوجھا ان عمھا حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب فولدت لہ عبداللّٰہ (المحض) وابراھیم و حسناً و زینب ثم مات عنھا فخلف علیھا عبداللّٰہ بن عمرو بن عثمان بن عفان زوجھا ایاہ ابنھا عبداللّٰہ بن حسن بامرھا فولدت لہ القاسم و محمد و ھو الدیباج مسمی بذالک بجمالہ و رقیة بنی عبداللّٰہ بن عمرو.**

فاطمہ بنت حسین کے ساتھ اُن کے چچازاد بھائی حسن بن حسن نے شادی کی اور اس سے عبداللہ المحض، ابراہیم، حسن اور زینب پیدا ہوئے۔ پھر حسن فوت ہوگئے۔ پھر سیدہ فاطمہ کی شادی عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوئی۔ سیدہ فاطمہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کے ذریعے نکاح کی اجازت دی۔ عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کی ایک لڑکی رقیہ اور دولڑکے قاسم اور محمد الدیباج پیدا ہوئے۔ محمد کو اس کی خوبصورتی کی وجہ سے الدیباج کہا جاتا تھا۔ (طبقات ابن سعد، جلد: ۸۔ تذکرہ فاطمہ بنتِ حسین رضی اللہ عنہ، کتاب المحبر ص لاہور۔ المعارف لابن قتیبہ، کراچی)

ناسخ التواریخ میں مرقوم ہے:

وبعد از حسن مثنیٰ فاطمہ (بنت حسین) بحبالۂ نکاح عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان درآمد۔

سیدہ فاطمہ بنت حسین، حسن مثنیٰ کی وفات کے بعد عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے نکاح میں آئیں۔ (ناسخ التواریخ، جلد:۶، کتاب دوم، ص:۵۳۴)

ابن ابی الحدید، مسعودی اور دوسرے علمائے انساب نے بھی اس رشتہ کی تصدیق کی ہے۔

ملاحظہ ہو: شرح نہج البلاغۃ، جلد:۳، ص:۴۷۵۔ التنبیہ والاشراف، ص:۲۵۵)

(جاری ہے)